

برزخ

<?xml encoding="UTF-8">

قرآنی آیات اور متواتر روایات سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان موت کے بعد یکبارگی عالم قیامت کبریٰ میں منتقل نہیں ہو جاتا ہے بلکہ اس کو دنیا و آخرت کے درمیان ایک مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے جس کا نام ”برزخ“ ہے۔

لغت میں برزخ دو اشیاء کے درمیان فاصلے کو کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موت سے قیامت تک کے درمیانی فاصلہ کو برزخ کہا جاتا ہے۔

طریحی، مجمع البحرین (ج/۲ ص/۴۳۰) میں لکھتے ہیں: موت سے قیامت کے درمیانی فاصلے کو برزخ کہتے ہیں۔ لہذا مرنے کے بعد ہر شخص وارد برزخ ہوتا ہے۔ علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر (ج/۲ ص/۹۴) میں فرماتے ہیں: دو اشیاء کے درمیانی فاصلے کو برزخ کہا جاتا ہے اور جس سے مقصود، دنیا و آخرت کا ثواب و عذاب ہے۔ علامہ مجلسی اپنی کتاب بحار الانوار (ج/۶ ص/۲۱۴) میں فرماتے ہیں: برزخ دو امور کے درمیان ایک امر ہے اور جس سے مراد دنیا و آخرت کے درمیان ثواب و عذاب ہے۔

قرآن مجید میں اس لفظ کا استعمال تین مقامات پر ہوا ہے جن میں سے ایک موت و قیامت کے درمیان فاصلے سے مربوط ہے:

(حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ۔ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ)

یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آگئی تو کہنے لگا کہ پروردگار مجھے پلٹا دے۔ شاید اب میں کوئی نیک عمل انجام دوں۔ ہرگز نہیں! یہ ایک بات ہے جو یہ کہہ رہا ہے اور ان کے پیچھے ایک عالم برزخ ہے جو قیامت کے دن تک باقی رہنے والا ہے۔ (۱)

یہ آیت اس بات کو روشن کرتی ہے کہ موت کے بعد انسان اظہار پشیمانی کرتا ہے اور خدا سے چاہتا ہے کہ اسے دوبارہ دنیا میں لوٹا دے لیکن اس کی درخواست رد کردی جاتی ہے۔

بہت سی آیات سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ انسان موت و قیامت کے درمیانی فاصلے میں ایک طرح کی زندگی گزارتا ہے اور اس حالت میں اس کے حواس باقاعدہ اپنا عمل انجام دے رہے ہوتے ہیں مثلاً بولتا ہے، سنتا ہے، لطف اندوز ہوتا ہے، رنجیدہ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک ایسی حالت ہوتی ہے جس میں اس پر یا تو عذاب نازل ہو رہا ہوتا ہے یا خدائی رحمتیں۔ یہ آیتیں جن کی تعداد پندرہ ہے، چند اقسام کی ہیں:

(۱) ایسی آیتیں جن میں صالح و نیک یا فاسد و بدکار انسانوں کو موت کے بعد فرشتوں سے گفت و شنید کرتے ہوئے پیش کیا گیا ہے:

(إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضَ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا)

جن لوگوں کو ملائکہ نے اس حال میں اٹھایا کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے تھے ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم زمین میں کمزور بنادئے گئے تھے۔ ملائکہ نے کہا کہ زمین خدا وسیع نہیں تھی کہ تم ہجرت کرجاتے۔ ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین منزل ہے۔ (۲)

یہ آیت ان افراد سے متعلق ہے جو غیر مناسب معاشرے میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اس فساد اور غلط معاشرے کو اپنے عذر کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے بعد ان سے گفتگو کرتے ہیں اور انکے عذر کو غیر قابل قبول بتاتے ہیں کیونکہ یہ افراد کم از کم اتنا تو کر ہی سکتے تھے کہ ہجرت کرجاتے۔ (سورہ مومنون کی آیت نمبر: ۱۰۰ جو گزر چکی ہے وہ بھی اسی قسم میں شمار ہوتی ہے۔)

(۲) دوسری قسم میں وہ آیتیں آتی ہیں جن کے مطابق فرشتے گفت و شنید کے بعد نیک بندوں سے کہتے ہیں کہ جاؤ اب نعمات الہی سے لطف اندوز ہو۔ ان آیات کے مطابق خدا کے نیک بندے قیامت کبریٰ کے برپا ہونے سے پہلے بھی الہی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں:

(الَّذِينَ تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ)

جنہیں ملائکہ اس عالم میں اٹھاتے ہیں کہ وہ پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں اور ان سے ملائکہ کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو اب تم اپنے نیک اعمال کی بنا پر جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (۳)

خیال رہے کہ موت کے بعد اہل نجات کے لئے کوئی ایک بہشت فراہم نہیں کی گئی ہے بلکہ جنت بہت سے انواع باغات اور بہشتوں کا نام ہے اور روایات کے مطابق ان میں سے کچھ باغات کو فقط عالم برزخ سے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ لہذا اس آیت میں لفظ ”الجنة“ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یہ آیت قیامت سے متعلق ہیں۔

(۳) تیسری قسم میں وہ آیتیں آتی ہیں جو براہ راست موت اور قیامت کے درمیانی وقفے میں نجات یافتہ یا بدکار و گناہکار افراد کی زندگی سے متعلق خبر دیتی ہیں۔ ان آیات کے مطابق پہلا گروہ نعمتوں اور رحمتوں اور موخر الذکر گروہ عذاب و سختیوں میں زندگی گزارتا ہے۔

(وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ # فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ. وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ)

اور خبردار ! راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا۔ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے یہاں سے رزق پاتے رہے ہیں۔ خدا کی طرف سے ملنے والے فضل و کرم سے خوش ہیں اور جوابی تک ان سے ملحق نہیں ہو سکے ہیں ان کے بارے میں یہ خوش خبری رکھتے ہیں کہ ان کے واسطے بھی نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی حزن۔ (۴) (اگرچہ یہ آیت جنگ احد کے ۷۲ / شہداء کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا مضمون عام ہے اور تمام شہداء کو اپنے دائرے میں لے لیتا ہے۔)

راہ خدا میں قتل اور خدا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے والے افراد پر اس آیت کی دلالت واضح، صریح اور غیر قابل تاویل ہے نیز یہی آیت اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ یہ افراد ان لوگوں کے احوال سے بھی واقف ہیں جو ابھی دنیاوی زندگی ہی میں مشغول ہیں اور ان کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا ہے۔

(وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ) اور فرعون والوں کو بدترین عذاب نے گھیر لیا۔ وہ جہنم جس کے سامنے یہ ہر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں

اور جب قیامت برپا ہوگی تو فرشتوں کو حکم ہوگا کہ فرعون والوں کو بدترین عذاب کی منزل میں داخل کردو۔
(۵)

اس آیت سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ آل فرعون دوطرح کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ ایک ”سوء العذاب“ کہ جو قیامت کبریٰ کے پہلے والے مرحلے سے مربوط ہے جس میں یہ ہوگا کہ روزانہ دو بار آتش جہنم میڈالے جائیں گے۔ دوسرا ”اشد العذاب“ کہ جو قیامت اور اس وقت سے مربوط ہے کہ جب حکم ہوگا ”آل فرعون کو سخت ترین عذاب میگزفتار کردو۔“ دوسرے والے عذاب کے برخلاف، پہلے والے عذاب میں ”صبح وشام“ کا تذکرہ ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ عذاب اول، عالم برزخ سے مربوط ہے اور عالم برزخ میں ہماری اس دنیا کی طرح روز و شب، ماہ و سال پائے جاتے ہیں جب کہ عالم قیامت میں ایسا نہیں ہوتا۔
یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ وہ آتش جس میں آل فرعون ڈالے جائیں گے، آتش آخرت ہے لیکن وہ آگ جس کو آل فرعون کے اوپر ڈالا جائے گا، آتش برزخ ہے البتہ برزخ سے مربوط بعض آیتیں اس بات پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ گناہگار، آگ میں ڈالے جائیں گے جیسے سورہ ہود: ۱۰۵۔

عالم برزخ، روایات کی روشنی میں

عالم برزخ اور اس کے احکام و احوال سے متعلق متعدد روایات وارد ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں جامع ترین وہ طویل روایت ہے جو متعدد سندوں کے ساتھ مختلف معتبر کتب احادیث میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے:

”اس وقت جب انسان کی دنیوی زندگی کا آخری دن او عالم آخرت کا پہلا دن آپہونچتا ہے تو اس کی بیوی، بچے، مال و دولت اور اس کے اعمال اس کے سامنے مجسم ہو کر آجاتے ہیں۔ اس حالت میں وہ (وہ شخص جس کا ابھی انتقال ہوا ہے) مال و دولت کی طرف رخ کرتا ہے او رکھتا ہے: خدا کی قسم! میں تیرے لئے بہت لالچی اور حریص تھا۔ اب بتا میرے لئے تیرے پاس کیا ہے؟ دولت جواب دیتی ہے: مجھ سے کفن لے لو اور جاؤ۔ وہ پلٹتا ہے اور اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان سے کہتا ہے: خدا کی قسم! میں تمہارا چاہنے والا اور تم سے محبت کرنے والا تھا۔ میرے لئے تمہارے پاس کیا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: ہم تمہیں قبر تک پہونچا دیں گے اور دفنا دیں گے۔

بالآخر اپنے اعمال سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: خدا کی قسم! میں تمہاری طرف سے غافل تھا، تم سے پہلو تھی کرتا رہتا تھا۔ تم بتاؤ میرے لئے تمہارے پاس کیا ہے؟ اس کے اعمال اس سے کہتے ہیں کہ ہم تمہاری قبر میں اور بروز محشر تمہارے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ بارگاہ خداوند عالم میں حاضر ہو جائیں۔ اب اگر مرنے والا اولیائے خدا اور نیک بندوں میں سے ہوتا ہے تو نہایت جمیل اور عمدہ لباس و خوشبو کے ساتھ ایک شخص اس کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے: تیرے لئے بشارت اور خوش خبری ہے کہ تجھے تمام سختیوں اور مصائب سے نجات حاصل ہوگئی ہے، جنت کا لذیذ رزق تیرے لئے آمادہ ہے اور سرائے ابدی، بہترین منزل گاہ، میں تجھے داخلہ مل رہا ہے وہ ولی خدا (جس کا ابھی ابھی انتقال ہوا ہے) اس سے سوال کرتا ہے کہ تم کون ہو، وہ جواب دیتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ پھر اس سے کہتا ہے: پس اب تو دنیا سے بہشت کی طرف کوچ کر۔ اس کے ساتھ ہی غسل دینے والے اور میت کو کاندھا دینے والے اپنے امور کو جلدی جلدی انجام دینا شروع کردیتے ہیں۔

جب میت کو قبر میں اتارا جاتا ہے تو د و فرشتے اس کے نزدیک آتے ہیں یہ قبر کے نگہبان ہوتے ہیں۔ ان کے بال اتنے لمبے لمبے ہوتے ہیں کہ زمین پر کھنچتے چلے جاتے ہیں اور یہ اپنے پیروں سے زمین کو کھودتے چلتے ہیں۔ ان کی آنکھیں برق کی طرح چمکتی ہوئی اور آواز بجلی کی طرح کڑکڑاتی ہوئی ہوتی ہے۔ مرنے والے سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ اللہ، میرا پروردگار، محمد میرے نبی اور اسلام میرا دین ہے۔ پس وہ دونوں فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدایا! اس کو جس چیز میں تو دوست رکھتا ہے، ثابت قدم رکھ اور یہ وہی قول خدا ہے: **(يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا)** اللہ صاحبان ایمان کو قول ثابت کے ذریعہ دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ (۶)

سپس فضائے قبر کو تا حد نگاہ وسیع کردیا جاتا ہے اور اس کے لئے بہشت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ اس سے کہتے ہیں: مطمئن ہو کر آرام سے سو جاؤ جس طرح نعمتوں میں غرق ایک جوان سوتا ہے اور یہ وہی قول خدا ہے: **(اصحاب الجنة يومئذ خير مستقرا واحسن مقيلا)** اس دن صرف جنت والے ہونگے جن کے لئے بہترین ٹھکانہ ہوگا اور بہترین آرام کرنے کی جگہ ہوگی۔ (۷)

اور اگر مرنے والا دشمن خدا ہوتا ہے تو ایک شخص اس کے پاس آتا ہے جس کے چہرے سے وحشت اور ہیبت ٹپک رہی ہوتی ہے۔ وہ اس سے کہتا ہے: تجھے جہنم اور اس کی آگ کی بشارت ہو۔ اس کے ساتھ ہی مرنے والا اپنے غسل دینے والوں اور اپنی میت کو کاندھا دینے والوں سے گزارش کرتا ہے کہ اس کو دفن کرنے کی تیاریاں نہ کریں اور دفن ہونے سے روک لیں۔ جس وقت وہ قبر میں اتارا جاتا ہے تو منکر و نکیر اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں: اس کے کفن کو اس کے جسم سے جدا کر کے اس سے سوال کرتے ہیں: تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اور تیرا دین کونسا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میں نہیں جانتا۔ پھر منکر و نکیر اس سے کہتے ہیں، نہ تو جانتا ہے اور نہ تونے ہدایت حاصل کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اتنی زور سے آہنی گرز سے اس پر حملہ کرتے ہیں کہ جن و انس کے علاوہ تمام جنبد گان وحشت زدہ ہو جاتے ہیں۔ سپس اس کے اوپر دوزخ کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ فرشتے اس سے کہتے ہیں: اپنی سخت ترین حالت میں سو جا۔ اس کی قبر اس حد تک تنگ ہو جاتی ہے کہ وہ ایک نیزے بلکہ نیزے کی انی کی طرح ہوجاتا ہے اور اس کے ناخنوں اور گوشت سے اس کا مغز باہر نکلنے لگتا ہے۔ سانپ، بچھو اور دوسرے حشرات الارض اس پر حملہ کردیتے ہیں اور اس کے بدن کو ڈسنا شروع کردیتے ہیں۔

.....یہ زمانہ اس پر اتنا سخت اور دشوار گزرتا ہے کہ وہ قیامت کے جلد از جلد رونما ہونے کی تمنا اور دعا کرتا رہتا ہے۔ (۸)

مرنے کے بعد سوال و جواب اور عذاب و ثواب: متعدد دوسری روایتوں کے علاوہ گذشتہ روایت کے مطابق بھی مرنے کے بعد دو فرشتے منکر و نکیر مرنے والے کے پاس آتے ہیں اور اس سے توحید، نبوت، امامت اور دین وغیرہ کے متعلق سوالات کرتے ہیں۔ یہ سوالات بھی دوسرے واقعات کی طرح عالم برزخ ہی میں پیش آتے ہیں اور فقط وہی افراد ان واقعات کے مشاہدے کی قدرت رکھتے ہیں جن کے پاس صور برزخی کے ادراک کی صلاحیت ہوتی ہے۔

متعدد روایات میں وارد ہوا ہے کہ سوال و عذاب قبر فقط مومنین اور کافرین سے مخصوص ہے۔ اس زمرے میں ان دونوں مذکورہ گروہوں کے وسط کا طبقہ نہیں آتا ہے۔ شیخ کلینی اپنی کتاب کافی میں امام صادق

علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

قبر میں فقط ان لوگوں سے سوال وجواب اور ان پر عذاب و ثواب ہوگا جو ایمان محض یا کفر محض کے حامل ہوں گے۔ دوسرے افراد کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ (فروع کافی: باب المسالة فی القبر، حدیث/۱) علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں ضریس کناسی سے نقل کیا ہے:

میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا، میری جان آپ پر قربان ہو، ایسے افراد جو موحد ہیں اور نبوت حضرت محمد کو بھی قبول کرتے ہیں لیکن گناہکار ہیں نیز امام نہیں رکھتے ہیں (یعنی) آپ کی ولایت کی معرفت نہیں رکھتے ہیں، مرنے کے بعد کس حال میں رہیں گے؟ امام نے فرمایا: قبر ہی میں رہیں گے۔ اگر ان افراد نے عمل صالح انجام دئے ہوں گے اور (ہم اہل بیت سے) دشمنی نہ رکھتے ہوں گے تو ان کے لئے بہشت کا ایک دروازہ جو کہ مغرب میں ہے، کھول دیا جائے گا اور وہاں سے ان کے لئے زندگی افزا نسیم آتی رہا کرے گی یہاں تک کہ روز قیامت اپنے خدا سے ملاقات کریں گے اور خداوند عالم ان کا ان کی نیکیوں اور بدیوں کی بنا پر حساب و کتاب کرے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی وضعیت اور حالت امر خدا پر موقوف ہے۔ ستم رسیدہ، مجنون، بچے اور مسلمانوں کے وہ فرزند جو حد بلوغ تک نہیں پہنچتے ہیں وہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔

مرنے والے کی اپنے افراد خانوادہ سے ملاقات: شیخ کلنی امام صادق علیہ السلام نقل کرتے ہیں: مومن مرنے کے بعد اپنے افراد خانوادہ سے ملاقات کرتا ہے۔ ان کے احوال میں سے وہ جس چیز سے خوش ہوتا ہے اس کو نظر آتی ہے اور جس سے وہ رنجیدہ ہوتا ہے، مخفی رہتی ہے۔ (فروع کافی، باب ان المیت یزور اہلہ، حدیث/۱)

ایک دوسری روایات میں وارد ہوا ہے:

کوئی مومن یا کافر ایسا نہیں ہے جو ظہر کے وقت اپنے افراد خانوادہ کے پاس نہ آتا ہو۔ جب مومن اپنے اعزا کو نیک اعمال انجام دیتے ہوئے دیکھتا ہے تو حمد و شکر خدا کرتا ہے اور جب کافر اپنے اعزا کو نیک اعمال انجام دیتے ہوئے دیکھتا ہے تو ان پر رشک کرتا ہے۔ (فروع کافی، باب ان المیت یزور اہل، حدیث/۲) اس کے علاوہ بھی اسی مضمون کے تحت متعدد روایات نقل ہوئی ہیں جن میں سے بعض میں وارد ہوا ہے کہ مرنے والے کی روح ایک لطیف پرندے کی صورت میں آتی ہے اور آکر گھر کی دیوار پر بیٹھ جاتی ہے اور ان کے احوال سے آگاہ ہوتی رہتی ہے کہ ایسا باب تجسم ارواح کی بدولت ہوتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مومنون: ۹۹، ۱۰۰، نیز رحمٰن: ۲۰، فرقان: ۵۳

۲۔ نساء: ۹۷

۳۔ نحل: ۳۲، یس: ۲۶، ۲۷

۴۔ آل عمران: ۱۷۰، ۱۶۹

۵۔ غافر: ۴۵، ۴۶

۶۔ ابراہیم: ۲۷

۷۔ فرقان: ۲۴

٨- تفسير علي بن ابراهيم قمي: ج/١، سورة ابراهيم، تفسير عياشي، سورة ابراهيم، ج/٢، فروع كافي، ج/٣، كتاب الجنائز، امالي، شيخ طوسي، ج/١